

عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب ابو محمد المدنی

(قسط اول)

رضا حسن

نام و نسب: عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب القرشی الهاشمی، ابو محمد المدنی

آپ چھوٹے طبقے کے تابعین میں سے تھے اور صحاح ستہ میں آپ کی روایات سنن ابو داود، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔ آپ کے دادا محترم عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ اور آپ کی والدہ محترمہ زینب الصغری سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ اس طرح آپ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے طالبی تھے۔

شیوخ و اساتذہ: آپ کے اساتذہ میں کئی صحابہ شامل ہیں مثلاً: انس بن مالک، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ

بن جعفر بن ابی طالب، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الریح بنت معوذ، اور عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ اور تابعین میں سے سید التابعین سعید بن المسیب، عطاء بن یسار، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، محمد بن علی بن ابی طالب المعروف بابن الحنفیہ رحمہم اللہ، وغیرہ آپ کے شیوخ میں سرفہرست ہیں۔

تلامذہ: آپ سے بشر بن المفضل، حماد بن سلمہ، زائدہ بن قدامہ، زہیر بن معاویہ الجعفی، سفیان الثوری،

سفیان بن عیینہ، شریک بن عبد اللہ القاضی، حسن بن صالح بن حی، فلیح بن سلیمان، معمر بن راشد، اور یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق السبئی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حدیث میں آپ کی ثقاہت کے مسئلے میں محدثین کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ایک بات پر اتفاق ہے کہ آپ صدوق فقیہ و قاری تھے لیکن حدیث میں آپ کے حافظے پر کلام کیا گیا ہے۔ ابن عقیل کے متعلق مفصل تحقیق درج ذیل ہے۔

جارحین کے اقوال:

درج ذیل محدثین سے آپ پر جرح منقول ہے:

۱- امام سفیان بن عیینہ (المتوفی ۱۹۸) سے سعید بن نصیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "أَرْبَعَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُمَسِّكُ عَنْ حَدِيثِهِمْ، قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: فُلَانٌ، وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْادٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ، وَهُوَ الرَّابِعُ" قریش میں سے چار لوگ ایسے ہیں جن کی حدیث سے اجتناب کرنا چاہیے، میں (سعید) نے پوچھا: 'وہ کون ہیں؟' آپ نے فرمایا: '(۱) فلان شخص، (۲) علی بن زید، (۳) یزید بن ابی زیاد، (۴) اور چھوٹا ہے عبد اللہ بن محمد بن عقیل'۔

(الضعفاء الکبیر: ۲/۲۹۸، واسنادہ حسن)

نوٹ: کسی کی حدیث سے اجتناب تبھی کیا جاتا ہے جب وہ ترک کرنے والے کے نزدیک ضعیف ہو۔ چنانچہ ذیل کی دو جرحوں کی بنیاد پر یہ کہنا کہ یہ حسن ہونے کے منافی نہیں ہیں، غلط معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔ ایک دوسرے مقام پر امام ابن عیینہ فرماتے ہیں: "وَكَانَ فِي حِفْظِهِ شَيْءٌ"۔

(الضعفاء الکبیر للعقيلي: ۲/۲۹۹ والجرح والتعديل: ۵/۱۵۴)

ابو معمر القطعی بیان کرتے ہیں کہ: "كان بن عيينة لا يحمد حفظ بن عقیل"

(الجرح والتعديل: ۵/۱۵۴، اسنادہ صحیح)

اور امام علی بن المدینی سفیان بن عیینہ سے نقل کرتے ہیں: "رايته يعني ابن عقیل يحدث نفسه فحملته على انه قد تغير"

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 32/261)

۲- امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (المتوفی ۱۹۸) – آپ کے شاگرد خاص، امام علی بن عبد اللہ المدینی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے امام یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: "قال علي ولم يرو عنه مالك بن انس ولا يحيى بن سعيد القطان قال جدي وهذا يعني مالكا وابن سعيد ممن ينتقي الرجال" ترجمہ: علی

(المدینی) نے فرمایا: ابن عقیل سے مالک بن انس اور یحییٰ بن سعید القطان دونوں ہی روایت نہیں کرتے تھے۔ یعقوب بن شیبہ نے فرمایا: اور یہ یعنی مالک اور ابن سعید رجال کا انتخاب کرنے والوں میں سے تھے (یعنی وہ صرف انہی سے روایت کرتے تھے جو ان کے نزدیک ثقہ ہو، ورنہ نہیں)۔

(تاریخ دمشق: ۳۲/۲۶۱)

یہی قول ابن المدینی کے طریق سے بشر بن عمر سے بھی مروی ہے (دیکھیں، الضعفاء الکبیر للعقیلی: ۸۷۲)۔ ایک دوسری جگہ امام علی بن المدینی فرماتے ہیں: "ذکرنا عند یحییٰ بن سعید ضعف عاصم بن عبید اللہ فقال یحییٰ هو عندي نحو من ابن عقیل" ترجمہ: ہم نے یحییٰ بن سعید کے سامنے عاصم بن عبید اللہ کے ضعف کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ میرے نزدیک ابن عقیل جیسا ہے۔

(الضعفاء الکبیر: ۳/۳۳۳، و تاریخ دمشق: ۳۲/۲۶۲)

نوٹ: یہاں ضعف کے ذکر پر ابن القطان نے ان دونوں کو ایک جیسا کہا جس کا مطلب ہے کہ ان کے نزدیک دونوں ضعیف ہیں۔ اسی طرح دیگر جگہوں پر ابن القطان نے عاصم بن عبید اللہ پر صراحتاً ضعیف کی جرح بھی کر رکھی ہے۔

اس کے برعکس، عمرو بن علی الفلاس فرماتے ہیں: "سَمِعْتُ يَحْيَى، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ جَمِيعًا يُحَدِّثَانِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ" ترجمہ: میں نے یحییٰ اور عبد الرحمن دونوں کو ابن عقیل سے روایت کرتے سنا ہے۔

(الضعفاء الکبیر للعقیلی: ۲/۲۹۸، والکامل لابن عدی: ۲/۱۱۲، والجرح والتعديل: ۵/۱۵۳، واسنادہ صحیح)

نوٹ: یہاں الفلاس اور ابن المدینی کی باتوں میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، لیکن یہاں ابن المدینی کی بات زیادہ رائج معلوم ہوتی ہے، جس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

1- ابن المدینی، القطان کے زیادہ قریبی اور خاص شاگرد تھے چنانچہ وہ ان کو فلاس سے زیادہ جاننے

والے تھے۔

2- ابن المدینی نے یحیی القطان سے ابن عقیل پر صریح جرح نقل کر دی ہے، چنانچہ جرح کے واضح ہو جانے کے بعد، ابن القطان کا کسی سے روایت کرنا اس عمومی قاعدے سے خارج ہو گا جس کے مطابق ابن القطان صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ صرف تبھی کار آمد ہے جب ان سے راوی پر جرح کا کلمہ ثابت نا ہو۔

3- فلاس کی یہاں غالباً مراد یہ ہے کہ القطان نے ابن عقیل سے واسطے کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور محدثین میں یہ بات معروف ہے کہ بعض اوقات شعبہ یا القطان جیسے جہا بذہ اگر بالواسطہ بھی کسی سے روایت کریں تو وہ اسے اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ "حدث شعبہ عن فلان" وغیرہ، کیونکہ ان ائمہ کا کسی راوی کا انتقاء کرنا چاہے سند میں کہیں بھی ہو، ان کے نزدیک بہت بڑی بات مانی جاتی ہے۔ البتہ اہل علم اس بات سے بھی واقف ہیں کہ بالواسطہ روایت کرنے میں ان ائمہ نے بھی اکثر اپنے انتقاء والے اصول سے تساہل برتا ہے۔ بلکہ کئی مقامات پر تو یہ بھی ملتا ہے کہ یہ ائمہ کسی راوی سے پوری طرح مطمئن نہ ہوتے تو عمداً اس سے واسطے کے ساتھ روایت کرتے تا کہ براہ راست روایت کر کے ان کے اصول کی خلاف ورزی نا ہو جائے، اور لوگ اس راوی کو ثقہ نہ مان لیں۔

۳- امام علی بن عبد اللہ المدینی (المتوفی ۲۳۴) فرماتے ہیں: "كَانَ ضَعِيفًا"۔

(سؤالات ابن ابی شیبہ لابن المدینی: ۱/ ۸۸، ت ۸۱)

۴- امام یحیی بن معین (المتوفی ۲۳۳) نے فرمایا: "لیس بذاك"

(تاریخ ابن ابی خثیمہ: ۲/ ۱۲۴ و الجرح والتعديل: ۵/ ۱۵۴)

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا: "ضعیف الحدیث"

(الضعفاء العقلی: ۲/ ۷۰۱)

امام دوری نقل فرماتے ہیں: "سُئِلَ يَحْيَى عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَابْنِ عَقِيلٍ، وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ؟ فَقَالَ: عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ أَحْبَبُهُمْ إِلَيَّ" یحییٰ (بن معین) سے عاصم بن عبید اللہ، ابن عقیل، اور علی بن زید (بن جدعان) کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے کہا: علی بن زید ان سب میں مجھے زیادہ پسند ہیں۔

(تاریخ ابن معین روایت الدوری: 4724)

نوٹ: یہ تینوں راوی ضعیف ہیں، اور اس قول کے مطابق ابن معین ان میں ابن عقیل کو ابن جدعان سے بھی زیادہ ضعیف سمجھتے ہیں۔

امام ابن معین کے مزید اقوال کے لیے دیکھئے "موسوعة اقوال یحییٰ بن معین (ج ۳ ص ۱۳۰-۱۳۲)"۔

۵- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۱) سے امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ وہ ابن عقیل کی روایت سے حجت لیتے تھے جیسا کہ تعدیل کے اقوال میں ذکر آئے گا۔ لیکن اس کے برعکس، امام ابو داود امام احمد سے روایت کرتے ہیں: "سَمِعْتُ أَحْمَدَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ وَجَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ مَا أَقْرَبَهُمْ مِنَ السَّوَاءِ نَقَادَ بَعْضِهِمْ" ترجمہ: میں نے احمد کو کہتے سنا: علی بن زید (بن جدعان)، جعفر بن محمد (الصادق)، عاصم بن عبید اللہ (بن عاصم العمری)، اور عبد اللہ بن محمد بن عقیل سب ایک جیسے ہیں۔ ہم ان سے (احادیث کا) انتخاب کرتے ہیں۔

(سؤالات ابی داود للامام احمد: ص ۲۰۶)

نوٹ: دیگر مقامات پر امام احمد ان تینوں کو ضعیف کہہ چکے ہیں۔

نوٹ: امام احمد کے اس قول سے امام ترمذی کے قول کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ ترمذی نے اپنے علم کے مطابق فرمایا کہ احمد نے ابن عقیل کی حدیث سے احتجاج کیا ہے، لیکن یہاں پر امام احمد نے واضح کر دیا کہ وہ مکمل احتجاج کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ ابن عقیل کی احادیث میں سے انتخاب کرتے ہیں، اور اپنے نزدیک صرف صحیح یا قابل اعتبار احادیث سے ہی حجت لیتے ہیں۔

مزید ایک دوسری جگہ پر امام ابو داود امام احمد سے روایت کرتے ہیں:

"سمعت أحمد وقيل له حسين بن عبيد الله صاحب عكرمة منكر الحديث؟ فقال برأسه أي نعم فقييل هو أحب إليك أو عاصم بن عبيد الله قال ما أقربهما وعبد الله بن محمد بن عقيل"

ترجمہ: "میں نے احمد کو سنا، ان سے پوچھا گیا: کیا حسین بن عبيد الله عكرمة کے ساتھی منكر الحديث ہیں؟ تو انہوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا ہاں۔ تو ان سے پوچھا گیا: آپ کو وہ زیادہ پسند ہیں یا عاصم بن عبيد الله؟ آپ نے فرمایا: وہ دونوں اور عبد الله بن محمد بن عقيل ایک جیسے ہیں"

(سؤالات ابی داود: ص ۳۶۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد کے نزدیک وہ دونوں بھی منكر الحديث تھے۔ چنانچہ، اس بات کی تصدیق امام احمد کے ایک دوسرے قول سے بھی ہوتی ہے، حنبل بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ امام احمد نے فرمایا:

"عبد الله بن محمد بن عقيل منكر الحديث"

(تاریخ دمشق: ۳۲/۲۶۵، اسنادہ صحیح)

۶- محمد بن راشد الخزاعي (المتوفى بعد ۱۶۰) کہتے ہیں: "ليس بذاك"

(تاریخ ابن ابی خيثمة: ۲/۲۸۸، اسنادہ صحیح)

۷- امام محمد بن سعد كاتب الواقدي (المتوفى ۲۳۰) فرماتے ہیں: "وَكَانَ مُنْكَرَ الْحَدِيثِ لَا يَخْتَجُّونَ بِحَدِيثِهِ، وَكَانَ كَثِيرَ الْعِلْمِ"

(الطبقات الكبرى: ۱/۲۶۴)

۸- امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن عبد الرحيم البرقي رحمه الله (المتوفى ۲۴۹) نے انہیں اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کیا اور فرمایا:

"ذكر الطبقة الأولى ممن ينسب إلي الضعف في الرواية ممن يكتب حديثه: عبد الله بن محمد بن عقيل"

(اکمال تہذیب الکمال: ۸/۱۷۹، والاكتفاء لمغناطی: ۲/۲۱۰، واکمال ۸/۱۷۹)

۹- امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۲) فرماتے ہیں: "صدوق وفي حديثه ضعف شديد جدا" وہ صدوق ہیں لیکن ان کی حدیث میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳۲/۲۶۱، واسنادہ حسن)

۱۰- امام ابو زرعة الرازی (المتوفی ۲۶۴) فرماتے ہیں: "يختلف عنه في الأسانيد"

(الجرح والتعديل: ۵/۱۵۳)

۱۱- امام ابو حاتم الرازی (المتوفی ۲۷۵) فرماتے ہیں "لین الحدیث لیس بالقوي ولا ممن يحتج بحديثه يكتب حديثه وهو أحب الى من تمام بن نجیح"

(الجرح والتعديل: ۵/۱۵۳)

نوٹ: امام ابو حاتم رحمہ اللہ متشددين میں سے ہیں اور یہ جرح ان کی ہلکی ترین جرحوں میں سے ہے۔

۱۲- امام ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (المتوفی ۲۵۹) فرماتے ہیں: "توقف عنه عامة ما يروي غريب" ان سے اجتناب کیا جاتا ہے، ان کی عام روایتیں غریب ہیں۔

(احوال الرجال للجوزجانی: ت ۲۳۴)

۱۳- ابو عبیدہ الآجری امام ابو داود (المتوفی ۲۷۵) سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "كان سئ الحفظ" وہ خراب حافظے والے تھے۔

(سؤالات الآجری: ۵/۳۵)

۱۴- امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۳) اپنی کتاب التمييز میں فرماتے ہیں: "ضعيف"

(انظر الاكتفاء لمغلطائی: ۲/۲۱۰، وتہذیب التہذیب: ۶/۱۵)

۱۵- امام زکریا بن یحیی الساجی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۷) نے فرمایا: "کان من أهل الصدق، ولم یکن

بمتقن فی الحدیث، لم یحدث عنه مالک ولا یحیی القطان" وہ سچے لوگوں میں سے تھے، لیکن حدیث میں متقن نہیں تھے، ان سے مالک اور یحیی القطان حدیث نہیں لیتے تھے۔

(اکمال تہذیب الکمال: ۸/۱۷۸، والا کتفاء لمغلطائی: ۲/۲۰۸، و تہذیب التہذیب: ۶/۱۵)

۱۶- امام ابو جعفر العقلی (المتوفی ۳۲۲) نے انہیں اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ (۲/۲۹۸ ت

(۸۷۲

علامہ مغلطائی عقلی سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "کان فاضلا خیرا موصوفا بالعبادة وکان فی حفظه شیء"

(اکمال تہذیب الکمال: ۸/۱۷۸)

۱۷- امام ابو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی ۳۶۵) فرماتے ہیں: "ویکتب حدیثہ"

(اکمال: ۵/۲۰۹)

اس سے ابن عدی کی مراد یہ ہے کہ ان کے نزدیک ابن عقیل کی روایت قابل احتجاج ہے اگر ان کا کوئی متابع موجود ہو یا ان کی روایت کی تقویت میں کوئی قرینہ موجود ہو۔

۱۸- امام ابن خزیمہ (المتوفی ۳۱۱) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "لا احتج بعبد الله بن محمد بن

عقیل لسوء حفظه" میں ابن عقیل سے ان کے خراب حافظے کی وجہ سے حجت نہیں لیتا ہوں

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳۲/۲۶۶، واسنادہ صحیح)

نوٹ: نیچے ہم دیکھیں گے کہ امام ابن خزیمہ نے ان سے اپنی صحیح میں حجت لی ہے۔ اس کی دو توجیہات ہو

سکتی ہیں: ایک یہ کہ ان میں سے ایک قول منسوخ ہے۔ اور دوسری یہ کہ امام احمد کی طرح انہوں نے

بھی ابن عقیل کی روایت میں انثناء کیا اور اپنے نزدیک صحیح حدیث کو ہی لیا۔

بہر حال، ان کے قول کو ان کے عمل پر مقدم رکھا جائے گا۔

۱۹- امام ابو احمد الحاکم (المتوفی ۳۷۸) نے فرمایا: "لیس بذلک المتین المعتمد"

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳۲/۲۵۸)

۲۰- امام ابو حفص بن شاہین (المتوفی ۳۸۵) نے انہیں اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ (۱۱۸/۱)

نوٹ: ابن شاہین ناقلین میں سے ہیں، وہ اپنی کتب میں زیادہ تر امام احمد یا امام ابن معین کے کلام کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ اپنی طرف سے ان کا کسی راوی پر کوئی کلام کرنا آج تک میرے علم میں نہیں آیا، واللہ اعلم۔

۲۱- امام ابن حبان البستی (المتوفی ۳۵۴) فرماتے ہیں: "وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ فَقَهَاءِ أَهْلِ الْبَيْتِ وَقُرَائِهِمْ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ رَدِيءَ الْحِفْظِ كَانَ يَحْدُثُ عَنْ التَّوَهُُّمِ فَيَجِيءُ بِالْخَبَرِ عَلَى غَيْرِ سَنَنِهِ فَلَمَّا كَثُرَ ذَلِكَ فِي أَخْبَارِهِ وَجِبَ مَجَانِبَتُهَا وَالْإِحْتِجَاجُ بِضِدِّهَا" عبد اللہ مسلمانوں کے سرداروں اور اہل بیت کے فقہاء اور قراء میں سے تھے، الا یہ کہ وہ خراب حافظے والے تھے اور حدیث بیان کرنے میں وہم کا شکار ہوتے تھے۔۔۔ تو جب ان کے اخبار میں اس کی کثرت ہونے لگی، ان سے کنارہ کشی کرنا اور ان کے ضد سے احتجاج کرنا ضروری ہو گیا۔

(المجروحین لابن حبان: ۳/۲)

۲۲- امام ابو الحسن الدار قطنی (المتوفی ۳۸۵) فرماتے ہیں: "لیس بالقوی" (العلل الدار قطنی: ۱/۱۷۴)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ضعیف"

(العلل: ۳/۲۲۲)

۲۳- امام خطابی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۸۸) فرماتے ہیں: "لیس بذاك"۔

(معالم السنن: ۱/۸۹)

۲۴- امام ابن مندہ رحمہ اللہ (المتوفی ۳۹۵) حدیث حمنۃ " تحیضی فی علم اللہ ستا أو سبعا " کے

بارے میں فرماتے ہیں: " لا یصح عندهم من وجه من الوجوه؛ لأنه من رواية ابن عقيل وقد أجمعوا على ترك حديثه " یہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ابن عقیل کی روایت سے ہے اور ان کی حدیث کے ترک کرنے میں محدثین کا اجماع ہے۔

(اکمال تہذیب الکمال: ۸/ ۱۷۹)

نوٹ: امام ابن مندہ کو غالباً محدثین کے اختلاف کا علم نہ ہو پایا، اسی لئے اس قول کو نقل کرنے کے بعد علامہ مغطائی فرماتے ہیں: "وفیه نظر لما تقدم"۔

۲۵- امام ابو عبد اللہ الحاکم النیسابوری (المتوفی ۴۰۵) فرماتے ہیں: "عمر فساء حفظه فحدث علی

التخمین"

(سؤالات السجری للحاکم: ۱/ ۱۰۴)

اس جرح کا تعلق مطلقاً تضعیف سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اختلاط سے ہے۔ اور نیچے تعدیل کے اقوال میں بیان کیا جائے گا کہ امام حاکم نے ابن عقیل کی صراحتاً توثیق بھی کر رکھی ہے۔ جہاں تک اختلاط کا تعلق ہے تو ابن عقیل سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسی لیے حافظ ابن حجر نے بھی ان کے اختلاط والی بات کو بالجزم ہرگز ذکر نہیں کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ابن حجر کے نزدیک بھی ان کا اختلاط ثابت نہیں ہے۔

۲۶- امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳) نے ابن عقیل کی ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد

فرمایا: "الاضطراب فیہ من ابن عقيل فانه كان سئ الحفظ"

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳۲/ ۲۶۶، واسنادہ صحیح)

ظاہر ہے کہ اگر کوئی ثقہ راوی بھی حدیث میں اضطراب کرے تو وہ قابل قبول نہیں ہوتا تو جب کوئی صدوق متکلم فیہ راوی ایسا کرے تو وہ بدرجہ اولیٰ مردود ہو گا اور اس کے ثبوت کی تقویت کے لیے اس

راوی کے متکلم فیہ ہونے سے ہی حجت پکڑی جائے گی چاہے وہ عام طور پر ثقہ ہی کیوں نہ ہو۔ اقتباس سے یہاں بھی یہی کچھ لگتا ہے۔

۲۷- حافظ ابو الفرج ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷) نے انہیں اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے (۱۴۰/۲)۔

نوٹ: امام ابن الجوزی کا شمار متشدد ترین محدثین میں سے ہوتا ہے۔ آپ ہر اس شخص کو اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کر دیتے ہیں جس پر ذرا سی بھی جرح منقول ہو اور توثیق کا ایک قول بھی نقل نہیں کرتے۔ اسی لیے امام ذہبی ابن الجوزی کی کتاب الضعفاء کے متعلق فرماتے ہیں: "وقد أوردته أيضا العلامة أبو الفرج ابن الجوزي في "الضعفاء"، ولم يذكر فيه أقوال من وثقه، وهذا من عيوب كتابه، يسرد الجرح ويسكت عن التوثيق" (ميزان الاعتدال: ۱/۱۶)

مزید یہ کہ ابن الجوزی بھی متقدم رواۃ کے معاملے میں ناقلین میں سے ہیں۔

۲۸- علامہ شرف الدین النووی (المتوفی ۶۷۶) فرماتے ہیں: "عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ"

(المجموع شرح المہذب: ۱/۴۳۵)

نوٹ: امام نووی کے اس قول میں ہی واضح ہے کہ وہ ناقل ہیں، خود ناقد نہیں۔ اسی لئے انہوں نے ضعف کے حکم کو اہل حدیث سے نقل کیا ہے۔

۲۹- علامہ نور الدین الہیثمی (المتوفی ۸۰۷) ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وَفِي إِسْنَادِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ لِسُوءِ حِفْظِهِ"

(مجمع الزوائد: ۱/۱۷)

یہ قول علامہ ہیثمی کی توثیق کے خلاف ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ ممکن ہے کہ ہیثمی نے یہاں تضعیف نسبتی مراد لی ہو۔ اور ائمہ نقاد کے مقابلے میں علامہ ہیثمی محقق ہیں جو نقل کرتے ہیں، خود نقد نہیں کرتے۔

۳۰- علامہ شہاب الدین البوصیری (المتوفی ۸۴۰) ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "هَذَا

إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ لِّضَعْفِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ"

(اتحاف الخيرة: ۱/ ۷۰ ح ۱۰)

یہ قول بھی علامہ بوصیری کی دوسری جگہ پر توثیق کے مترادف ہے۔

۳۱- علامہ بدر الدین العینی الحنفی (المتوفی ۸۵۵) ابن عقیل اور ایک دوسرے راوی پر کلام کرتے ہوئے

فرماتے ہیں: "وَكِلَاهُمَا ضَعِيفَان"

(عمدة القاری: ۷/ ۳۰۴)

۳۲- ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی المعروف بابن القدیسرانی (المتوفی ۵۰۷) فرماتے ہیں: "وَعَبْدُ اللَّهِ

هَذَا ضَعِيفٌ جِدًّا"

(تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۱۱)

لیکن ابن القدیسرانی خود ضعیف ہیں۔

☆- ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن محمود الکعبی البلیخی (المتوفی ۳۱۹) نے ابن عقیل کو اپنی کتاب الضعفاء

میں ذکر کیا ہے (۲/ ۳۹۱ ت ۱۱۳۳)

ابو القاسم البلیخی مذکور خود ایک متروک شخص تھا۔ یہ معتزلہ کے سرداروں میں سے ایک تھا اور محدثین پر

طعن و تشنیع کے لیے مشہور تھا۔ اس کام کے لیے اس نے علیحدہ سے ایک کتاب جمع کر رکھی ہے جس کا نام

ہے "الطعن علی المحدثین"۔ بعض نے تو اس پر کفر کا الزام بھی لگایا ہے۔

معدلین کے اقوال:

۱- امام عبد الرحمن بن مہدی (المتوفی ۱۹۸) نے ابن عقیل سے روایت لی ہے، چنانچہ امام عمرو بن علی الفلاس فرماتے ہیں: "سَمِعْتُ يَحْيَى، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ جَمِيعًا يُحَدِّثَانِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ" میں نے یحییٰ اور عبد الرحمن دونوں کو عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کرتے سنا ہے۔
(الضعفاء الکبیر للعقيلي: ۲/۲۹۸، والکامل لابن عدی: ۲/۱۱۲، والجرح والتعديل: ۵/۱۵۳، واسنادہ صحیح)
نوٹ: امام ابن مہدی اپنے نزدیک صرف ثقہ راوی سے ہی روایت بیان کرتے تھے۔ البتہ یہاں روایت سے مراد بالواسطہ روایت ہے کیونکہ ابن مہدی کی ابن عقیل سے روایت منقطع ہے۔
امام ابن القطان سے جرح رائج ہے، دیکھیں جارحین کے اقوال # 2۔

۲- امام بخاری

۳- امام اسحاق بن راہویہ

۴- امام الحمیدی عبد اللہ بن زبیر المکی

امام ابو عیسیٰ الترمذی (المتوفی ۲۷۹) فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَالْحَمِيدِيُّ يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ" یعنی احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، اور الحمیدی ان کی حدیث سے حجت لیتے تھے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ وہ مقارب الحدیث (یعنی حسن الحدیث) تھے۔

(سنن الترمذی: ۸/۱، والعلل الکبیر للترمذی: ۱/۲۲ ت ۲)

ایک دوسری جگہ امام بخاری نے ابن عقیل کی بیان کردہ ایک حدیث کو "حسن" قرار دیا۔ (العلل الکبیر للترمذی: ۱/۵۸)۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جرح رائج ہے، دیکھیں اقوال جارحین # 5، واللہ اعلم۔

۵- امام ابو عیسیٰ الترمذی (المتوفی ۲۷۹) نے ابن عقیل کی کئی احادیث کی تصحیح و تحسین کی ہے۔ (دیکھیں،

سنن الترمذی: ج ۳، ۳۳، ۳۴، ۱۲۸، ۹۹۷، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۳۵۷، ۲۰۹۲، ۲۴۵۷، ۲۷۹۷، ۳۰۱۰،

۳۵۵۸، ۳۷۳۰)۔

اور ایک جگہ پر امام ترمذی ابن عقیل کے متعلق فرماتے ہیں: "هُوَ صَدُوقٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ

مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ" (۸/۱)

۶- امام ابو الحسن العجلی (المتوفی ۲۶۱) نے انہیں اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا اور فرمایا: "تابعی، ثقة،

جائز الحدیث"

(۸۸۰/۱ تا ۲۷۷)

نوٹ: امام عجل لفظ ثقہ کے اطلاق میں بعض اوقات نرمی برتتے ہیں جیسے امام ابن معین بعض اوقات ثقہ

سے مراد عدالت مراد لیتے ہیں۔ یہاں بھی ثقہ سے مراد غالباً عدالت ہی ہے، کیونکہ جائز الحدیث سے

راوی پر جرح کی طرف اشارہ ہے۔ یا پھر اس سے مراد ایسی جرح بھی ہو سکتی ہے جو حسن الحدیث کے

منافی نا ہو۔

لیکن امام عجل کے اس قول کو جتنے بھی محدثین نے ان سے نقل کیا ہے انہوں نے ثقہ کا لفظ ذکر ہی نہیں کیا

ہے، ممکن ہے کہ الثقات کے مطبوعہ نسخے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو، واللہ اعلم۔ نیز دیکھیں: تاریخ دمشق

۳۲/۲۶۵، و تہذیب الکمال ۱۶/۸۳، و تہذیب التہذیب ۶/۱۴، والا کتفاء فی کتاب الضعفاء لمغلطائی

۲۰۷/۲

جائز الحدیث کا اطلاق ان پر ہوتا ہے جو حدیث میں لین ہوں لیکن ان کی حدیث سے اعتبار کیا جاتا ہو اور

ان کی حدیث کو ترک نہیں کیا جاتا۔ الغرض اس کا حکم بیکتب حدیث، مقبول، لین الحدیث، اور لیس بالقوی

جیسی جرحوں والا ہے۔

چنانچہ شیخ ابو الحسن مصطفیٰ بن اسماعیل فرماتے ہیں: "فالظاهر أن قولهم: جائز الحديث بمعنى أن الراوي ضعيف لكن لم يصل إلى حد الترك" ترجمہ: "ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ محدثین کے جائز الحدیث کہنے کا معنی ہے کہ راوی ضعیف ہے لیکن اس درجہ تک نہیں پہنچا کہ اسے ترک کر دیا جائے" (شفاء العلیل بألفاظ وقواعد الجرح والتعديل: ص ۳۷۷)۔

بہر حال اس تردد کے پیش نظر میں نے اس قول کو معدّلین کے اقوال میں ذکر کر دیا ہے لیکن یہ دونوں میں سے کچھ بھی ہو سکتا ہے، واللہ اعلم۔

۷- امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی ۳۱۰) نے ابن عقیل کی کئی احادیث تہذیب الآثار میں روایت کیں ہیں اور ان کی اسانید پر صحت کا حکم بھی لگایا ہے۔

(بحوالہ اکمال تہذیب الکمال: ۸/ ۱۸۰)

۸- امام ابن خزیمہ (المتوفی ۳۱۱) نے ابن عقیل سے اپنی صحیح میں حجت پکڑی ہے۔ انہوں نے ایک باب باندھا اور اس میں صرف ابن عقیل کی ہی ایک روایت بیان کی۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے۔

(دیکھیں ح ۱۴۶۹)

امام ابن خزیمہ نے ان سے اپنی کتاب التوحید میں بھی روایت کی ہے (دیکھیں، ح ۸۰۳، ۹۰۴) اور اس کتاب کے مقدمہ میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ وہ صرف صحیح اسانید سے ہی روایت کریں گے، چنانچہ فرماتے ہیں: "وما ثبت وصح عن نبيا صلي الله عليه وسلم بالأسانيد الثابتة الصحيحة بنقل أهل

العدالة موصولا إليه" (مقدمہ کتاب التوحید: ص ۱۱)

چنانچہ یہ ان کی اوپر بیان کردہ جرح کے خلاف ہے۔

۹- امام ابو عوانہ الاسفرائینی (المتوفی ۳۱۶) نے ابن عقیل کی ایک موقوف روایت اپنی صحیح میں بیان کی ہے۔

(دیکھیں مستخرج ابی عوانہ ج ۶۱۲۲)

۱۰- امام ابو بکر البزار (المتوفی ۳۱۳) ابن عقیل کی ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "وَأِسْنَادُهُ صَالِحٌ"

(مسند البزار: ۹/۱۹۱)

اور فرمایا: "وعبد الله بن محمد قد روى عنه أهل العلم واحتملوا حديثه"

(مسند البزار: ۱/۱۹۰)

۱۱- امام ابو عبد اللہ الحاکم النیسابوری (المتوفی ۴۰۵) ابن عقیل کی ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه لتفرد عبد الله بن محمد بن عقیل بن أبي طالب، ولما نسب إليه من سوء الحفظ، وهو عند المتقدمين من أئمتنا ثقة مأمون"

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۱/۴۳ ج ۲۴۱)

ایک دوسرے جگہ پر ابن عقیل کے متعلق فرمایا: "هو مستقیم الحديث"

(۱/۲۵۳ ج ۵۴۰)۔

اور ایک دوسرے مقام پر ابن عقیل کی ایک روایت کے متعلق فرمایا: "ورواته عن آخرهم ثقات"

(۳/۳۹۷ ج ۵۵۰۳)

۱۲- امام حسین بن مسعود البغوی (المتوفی ۵۱۶) ابن عقیل کی ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "هذا

حديث حسن"

(شرح السنہ: ۱۷ ج ۵۵۸)

۱۳- امام ابن الجارود (المتوفی ۳۰۷) نے ابن عقیل سے روایت کر کے اس کی تصحیح کی ہے

(المنتقى: ۱/۲۷۲ ح ۶۸۶)

۱۴- امام ابن حزم الاندلسی (المتوفی ۴۵۶) نے المحلی میں ابن عقیل سے کئی جگہوں پر حجت پکڑی ہے

(دیکھیں: ۳/۲۲۷، ۴/۱۹۹، ۹/۵۱ وغیرہ)

اور امام ابن حزم نے المحلی کے مقدمہ میں صراحت کی ہے کہ وہ صرف صحیح حدیثوں سے ہی حجت پکڑتے ہیں جنہیں ثقہ راوی روایت کریں۔

۱۵- امام ابن عبد البر الاندلسی (المتوفی ۴۶۳) نے ابن عقیل کی ایک منفرد روایت کے متعلق فرمایا:

"وَهُوَ خَيْرٌ حَسَنٌ"

(الاستذکار: ۵/۱۳۱)

حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ امام ابن عبد البر نے ابن عقیل کے بارے میں فرمایا: "هو أوثق من كل من تكلم فيه"

(تہذیب التہذیب: ۶/۱۵)

۱۶- امام ابو بکر بن الاعربی (المتوفی ۵۴۳) ابن عقیل کی ایک روایت کی تصحیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رواه أبو داود بسند صحيح فقال حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا وكيع عن سفيان عن أبي عقیل عن محمد بن الحنفية عن علي فذكره و هذا اصح من سند أبي عیسی"

(عارضہ الاحوذی: ۱/۲۱)

۱۷- امام ابن عساکر الدمشقی (المتوفی ۵۷۱) ابن عقیل کی ایک منفرد روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"حسن غریب"

(معجم ابن عساکر: ۱/۲۹۷)

۱۸- حافظ عبد الحق الاشبیلی (المتوفی ۵۸۱) نے ابن عقیل کی روایات کو احکام الشریعہ الصغریٰ الصحیحہ میں ذکر کیا ہے (دیکھیں: ص ۲۵۲، ۳۳۳، ۷۱۴)۔ اور اس کتاب کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ اس میں صرف صحیح اسانید والی حدیثیں نقل کریں گے، چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں آپ فرماتے ہیں: "وتخیرتها صحیحۃ الإسناد معروفة عند النقاد، قد نقلها الأثبات، وتداولها الثقات"

(ص ۷۱)

۱۹- حافظ ابن الاثیر (المتوفی ۶۰۶) ان کی ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "هذا حديث صحيح معمول به"

(الشافی فی شرح مسند الشافعی: ۱/۵۰۶)

۲۰- امام ضیاء المقدسی (المتوفی ۶۴۳) نے ابن عقیل کی کئی حدیثوں کی تصحیح کی ہے (دیکھیں المختارہ ج ۶، ۷۰۲، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۸، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۷۹، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۹، --- وغیرہ)۔

۲۱- حافظ ابو الحسن ابن القطان الفاسی (المتوفی ۶۲۸) فرماتے ہیں: "عبد الله بن مُحَمَّد بن عقیل ، وَهُوَ مُتَّخِلٌ فِيهِ ، ضَعْفُهُ قَوْمٌ بِسُوءِ الْحِفْظِ ، فَالْحَدِيثُ مِنْ أَجَلِهِ حَسَنٌ"

(۴/۹۷)

۲۲- حافظ ابن خلفون (المتوفی ۶۳۶) نے ابن عقیل کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا اور فرمایا: "كان رجلا صالحا موصوفا بالعبادة والفضل والصدق"

(بحوالہ اکمال تہذیب الکمال: ۸/۱۸۱)

۲۳- حافظ عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (المتوفی ۶۵۶) ابن عقیل کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "وَإِسْنَادُ هَذِهِ جَيِّدٌ"

(الترغیب والترہیب: ۲/۳۲۷)

ایک دوسری جگہ پر ابن عقیل کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ" (۲/۳۷۷، و ۱۰/۳)۔

مزید ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "وَأِسْنَادُ أَحْمَدَ لَا بَأْسَ بِهِ" (۳/۲۸۹)۔

۲۴- حافظ عبد المؤمن بن خلف الدمیاطی (المتوفی ۷۰۵) ابن عقیل کی حدیث کی تحسین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "رواه إحمد بإسناد حسن"

(المتجبر الرابع فی ثواب العمل الصالح: ص ۴۴۵ ح ۹۲۰)

اور ابن عقیل کی ایک دوسری حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "رواه أبو يعلي والبخاري بإسناد صحيح"

(المتجبر الرابع: ص ۱۳۳ ح ۲۶۵)

۲۵- امام شمس الدین الذہبی (المتوفی ۷۴۸) فرماتے ہیں: "عبد الله بن مُحَمَّد بن عقیل حسن الحديث"

(المغنی للذہبی: ۱/۳۵۴ ت ۳۳۳)

ایک دوسری جگہ پر فرماتے ہیں: "قُلْتُ: لَا يَرْتَقِي خَبْرُهُ إِلَى دَرَجَةِ الصَّحَّةِ وَالْاِخْتِجَاجِ"

(سير اعلام النبلاء: ۶/۲۰۵)

مزید فرماتے ہیں: "قلت: حديثه في مرتبة الحسن"

(ميزان الاعتدال: ۲/۴۸۵)

۲۶- حافظ ابن مفلح المقدسی الحنبلی (المتوفی ۷۶۳) ان کی حدیث کی تحسین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حَدِيثٌ حَسَنٌ"

(الأدب الشریع: ۱/۱۴۸)

اور ایک دوسرے مقام پر ان کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "إِسْنَادُهُ حَسَنٌ"

(۱۶۴/۳)

۲۷- حافظ محمد بن ابراہیم بن اسحاق، صدر الدین، المناوی (المتوفی ۸۰۳) ابن عقیل کی حدیث کے

متعلق فرماتے ہیں: "فی سندہ عبد اللہ بن عقیل وهو حسن الحدیث"

(کشف المناہج والتاویج فی تخریج الاحادیث المصانیح: ۴/۲۲۸-۴۲۹)

۳۸- حافظ ابو الفضل العراقی (المتوفی ۸۰۶) ابن عقیل کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "وإِسْنَادُهُ

حَسَنٌ"

(طرح التثریب فی شرح التقریب للعراقی: ۲/۱۰۸)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيثِ"

(طرح التثریب: ۴/۱۵۳)

۲۹- حافظ ابن الملتن (المتوفی ۸۰۴) ابن عقیل پر محدثین کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: لا يضره لأنَّ الأكثرين احتجوا به"

(خلاصہ البدر المنیر لابن الملتن: ۱/۷۷)

۳۰- حافظ ابن کثیر الدمشقی (المتوفی ۷۷۴) ان کی ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ"

(جامع المسانید والسنن: ۴/۵۷۰، وطبقات الشافعیین: ۱/۱۹۳)

۳۱- حافظ ابن قیم الجوزیہ (المتوفی ۷۵۱) فرماتے ہیں: "عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، ثِقَةٌ صَدُوقٌ لَمْ

يَتَكَلَّمْ فِيهِ بِجَرَحٍ أَصْلًا"

(تہذیب سنن ابی داؤد: ۱/۱۱۷، دوسرا نسخہ ۱/۱۸۳)

۳۲- حافظ ابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲) فرماتے ہیں: "صدوق في حديثه لين ويقال تغير بأخرة"

(تقریب التہذیب: ۳۵۹۲)

نوٹ: لین الحدیث سب سے ہلکی ترین جرح ہے جو تعدیل کے قریب ہے۔ غور کریں کہ حافظ ابن حجر نے ابن عقیل کو مطلقاً لین الحدیث بھی نہیں کہا بلکہ صرف فی حدیث لین کہا ہے یعنی یہ ہلکی ترین جرح بھی دوام پر دلالت نہیں کرتی۔ جس طرح "منکر الحدیث" اور "روی المناکیر" میں فرق ہے اسی طرح مطلقاً "لین الحدیث" کہنے اور صرف "فی حدیث لین" کہنے میں بھی بہت فرق ہے۔ یہ جرح "صدوق لہ اوہام" یا "صدوق یخطئ" وغیرہ جیسی ہی ہے جس میں راوی کی حدیث کم از کم حسن ہوتی ہے۔ اس بات کو مزید تقویت اس طرح بھی ملتی ہے کہ دوسرے مقامات پر حافظ ابن حجر نے ابن عقیل کی احادیث کی تحسین کی ہے، مثلاً حافظ ابن حجر نے ابن عقیل کی روایت کو "حسن" قرار دیا ہے (دیکھیں المطالب العالیہ: ۵/۷۰، ۱۰/۴۵۲)۔

اور تلخیص الجبیر میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: "وَابْنُ عَقِيلٍ سَيِّءُ الْحِفْظِ يَصْلُحُ حَدِيثُهُ لِلْمُتَابَعَاتِ فَأَمَّا إِذَا انْفَرَدَ فَيَحْسَنُ وَأَمَّا إِذَا خَالَفَ فَلَا يُقْبَلُ" (۲/۲۵۵)۔

اور ایک مقام پر ابن عقیل کی بیان کردہ ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ" (بلوغ المرام من ادلة الاحکام: ۱/۱۴۲ ح ۴۹۱)۔

۳۳- حافظ نور الدین الہیثمی (المتوفی ۸۰۷) ابن عقیل کی ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، وَهُوَ سَيِّئُ الْحِفْظِ -- قُلْتُ: فَالْحَدِيثُ حَسَنٌ" (مجمع الزوائد: ۱/۲۶۰-۲۶۱)۔

اس کے علاوہ درج ذیل مقامات پر بھی آپ نے ابن عقیل کی توثیق کر رکھی ہے:

(۱۵۰/۳) وقال "فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ، وَفِيهِ كَلَامٌ"

(۲۷۸/۳) وقال "رَوَاهُ الطَّبْرَايُ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، وَفِيهِ كَلَامٌ وَمَعَ ذَلِكَ فَحَدِيثُهُ حَسَنٌ"

(۷۶/۴) وقال "رِجَالُ أَحْمَدَ، وَأَبِي يَعْلَى، وَالْبَزَّازِ رِجَالُ الصَّحِيحِ خَلَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيثِ، وَفِيهِ كَلَامٌ"

(۲/۲۴۰) و قال "رَوَاهُ الطَّبْرَايُ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ، وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ، وَفِيهِ ضَعْفٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثَقَاتٌ"۔

۳۴- علامہ شہاب الدین البوصیری (المتوفی ۸۴۰) نے ان کی کئی احادیث کے متعلق فرمایا: "إسناده حسن"

(مصباح الزجاجة: ۱/۱۲۱، ۱/۱۴۳، ۱/۱۵۳، ۲/۱۱۴۔۔۔ وغیرہ)

۳۵- علامہ القسطلانی (المتوفی ۹۲۳) ابن عقیل کی ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "وفیه عبد الله بن محمد بن عقیل وحديثه حسن"

(ارشاد الساری: ۳/۴۳۰)

۳۶- متقی الہندی الحنفی (المتوفی ۹۷۵) نے ابن عقیل کی حدیث کی تصحیح کرتے ہوئے کہا: "وهذا إسناده صحيح"

(کنز العمال: ۱۸۷۹۹)

تطبیق و نتیجہ:

اس تفصیل کے بعد فیصلہ کرنا کافی مشکل ہے۔ ابن عقیل پر تمام کبار و متقدم ائمہ نقاد نے جرح کر رکھی ہے، جن میں:

سفیان بن عیینہ، یحیی القطان، یحیی بن معین، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، محمد بن سعد، البرقی، یعقوب بن شبیبہ، ابو حاتم الرازی، جوزجانی، ابو داود، نسائی، ساجی، ابن عدی، ابن حبان، اور دارقطنی وغیرہ شامل ہیں۔

جبکہ اس کے برعکس، ان کی توثیق کرنے والوں میں چند کبار نقاد ہیں جن میں بخاری، ترمذی، ابن مہدی، حمیدی، اور ذہبی وغیرہ شامل ہیں، جبکہ اکثریت متاخر محققین و ناقلین کی ہے۔

اسی طرح جرح کرنے والوں کے صریح اقوال موجود ہیں، جبکہ توثیق کرنے والوں میں اکثریت ان کی ہے جن کے مبہم حدیث پر احکام سے توثیق ضمنی اخذ کی گئی ہے، اور اگر حدیث پر عمومی حکم لگانے والوں کا تصحیح یا تحسین میں منہج کی تفصیل معلوم نہ ہو تو یہ توثیق مزید مشکوک ہو جاتی ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ ابن عقیل پر زیادہ تر جرحیں جو کی گئی ہیں وہ زیادہ سخت نہیں ہیں۔

ان ہلکی جرحوں میں: في حفظه شيء، ليس بذاك، سئ الحفظ، يكتب حديثه، وليس بالقوي وغيرہ جیسی جرحیں ہیں۔

جبکہ بعض سخت جرحیں بھی ہیں جیسے ابن القطان کا انہیں عاصم بن عبید اللہ جتنا ضعیف بتانا، یعقوب بن شبہ کا ضعیف جدا کہنا، ابن معین کا انہیں ابن جدعان سے بھی زیادہ ضعیف کہنا، امام احمد کا انہیں عاصم بن عبید اللہ کے جیسا کہنا اور منکر الحدیث کہنا، ابن سعد کا منکر الحدیث کہنا، وغیرہ۔

اس تفصیل کے بعد چند باتیں جن پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے یہ ہیں کہ:

1- ابن عقیل اہل علم فقہاء، قراء اور قابل قدر اہل بیت میں سے تھے۔

2- ابن عقیل صدوق تھے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

3- ابن عقیل کا حافظہ کمزور تھا، اور وہ متقن حفاظ میں سے نہیں تھے، اتنا تو سب کا اتفاق ہے۔

جس پر اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ:

ان کے حافظے کی کمزوری ان کی حدیث پر کس قدر حاوی تھی؟ کیا اس سے ان کی حدیث حسن درجے تک رہتی ہے یا ضعیف بن جاتی ہے۔

میرے نزدیک سب سے معقول حکم یہی ہے جو ابن عدی نے کہا کہ: یکتب حديثه، یعنی ان پر کوئی عمومی حکم لگانے کی بجائے، ان کی ہر حدیث کو قرائن و اعتبار کی نظر سے دیکھا جائے اور پھر اس حدیث پر اس کے مطابق حسن یا ضعیف کا حکم لگایا جائے۔

مثال کے طور پر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت باقیوں سے ان کی روایت کی نسبت زیادہ قوی ہوتی ہے کیونکہ آپ نے ان سے سب سے زیادہ ملازمت قائم کی اور ان کی احادیث کو کتابت کے ذریعے محفوظ رکھا، چنانچہ محمد بن عبد اللہ بن عقیل فرماتے ہیں:

كنت انطلق أنا ومحمد بن علي أبو جعفر ومحمد بن الحنفية إلى جابر بن عبد الله الأنصاري فنسأله عن سنن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وعن صلاته فنكتب عنه ونتعلم منه

ترجمہ: میں، محمد بن علی ابو جعفر، اور محمد بن الحنفیہ جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لاتے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن اور ان کی نماز کے بارے میں پوچھتے تھے، چنانچہ ہم ان سے وہ لکھ لیتے اور اس سے پڑھتے تھے۔

(تاریخ دمشق: ۳۲/۲۵۹)

دوسری روایت میں فرمایا: "نکتب عنہ فی الواح"

(ایضاً)

اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ ابن عقیل کی وضوء میں مسح کے لئے نئے پانی کی جگہ ہاتھ میں بچے پانی کو استعمال کرنے کی روایت کے تحت فرماتے ہیں:

"عبد اللہ بن محمد بن عقیل مختلف فی عدالتہ.... فإذا روى شيئا في حكم، وروى أهل الثقة فيه

خلافه، فرواية غيره توقع شكاً فيما تفرد به، وإن كان يحتمل أن يكون خبراً عن وضوء آخر"

ترجمہ: "عبد اللہ بن محمد بن عقیل کی (حدیث میں) عدالت مختلف فیہ ہے۔۔۔ چنانچہ جب وہ احکام کے متعلق کوئی روایت نقل کرتے ہیں، جبکہ ثقہ افراد اس میں ان کے خلاف روایت کرتے ہیں، تو ان ثقات کی روایت سے ان کی اس روایت میں شک پیدا ہو جاتا ہے جس میں وہ منفرد ہوں اگرچہ یہ خبر کسی دوسرے (کے) وضوء کے بارے میں ہے۔"

(معرفۃ السنن والآثار: ۲/۴۸ رقم ۱۶۹۰)

یہاں امام بیہقی نے ایک اہم قاعدہ بیان کیا ہے جو اکثر معاصر محققین نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ابن عقیل جیسا کوئی کم ضبط والا راوی احکام والی کسی روایت میں منفرد ہو، تو یہ اپنے آپ میں ہی ایک علت ہے۔ اور پھر اس پر دیگر ثقہ رواۃ کی روایات میں اس کے مخالف بیان ہو تو یہ بدرجہ اولیٰ اس کے ضعیف ہونے کی نشانی ہے۔

عموماً نکارت کے ثبوت کے لئے اسی مخرج یا اسی صحابی کی روایت سے دیگر رواۃ کی روایات کا معاینہ کیا جاتا ہے جس سے وہ زیر بحث روایت کی گئی، لیکن ایسے رواۃ جن کے ضبط یا حافظے میں کلام ہے، ان کی روایت کے خلاف اگر اس مخرج کے علاوہ یا مروی عنہ صحابی کے علاوہ کسی صحابی سے بھی کوئی مخالف بیان مروی ہے، تو وہ بھی اس غیر ضابط راوی کی روایت کے ضعف کے لئے کافی ہو گا۔

کبار ائمہ نقاد و ائمہ علل کے احکام کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی ان کا منہج ہے۔

چنانچہ اس بارے میں ائمہ علل کے منہج کا خلاصہ چند نکات کی صورت میں درج ذیل ہے:

1- احکام اور غیر احکام والی احادیث میں تفریق کرنا۔

2- راوی کے تفرد پر اس کے حفظ و ضبط کی قوت کے اعتبار سے تفصیل:

- ثقہ حفاظ کی منفرد احادیث صحیح غریب ہوتی ہیں۔
- صدوق ضابط کی منفرد احادیث حسن غریب ہوتی ہیں، الا یہ کہ ثقہ کی مخالفت کرے۔
- اور ابن عقیل جیسے صدوق غیر ضابط جسے عموماً صدوق لہ اوہام، یا یخطئ، یا سئ الحفظ وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، کی غیر احکام میں منفرد احادیث حسن ہوتی ہیں لیکن احکام کی احادیث میں ان کا تفرد مضر ہوگا، الا یہ کہ کسی حدیث میں ان کے ضبط کا کوئی قرینہ مل جائے۔ جبکہ او ثق یا اضط سے ان کی مخالفت منکر شمار ہوگی۔
- ان سے نچلے درجے کے صدوق راوی جسے ضعیف، یا کثیر الخطاء وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، کی غیر احکام میں منفرد حدیث قابل استشہاد ہے اور احکام میں ان کا تفرد منکر ہے۔
- چنانچہ ابن عقیل کی ہر روایت پر ان قرائن کے حساب سے فیصلہ کیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔